خورشید ناظر کی نعتیہ خدمات ۔ ڈاکٹر نعیم نبی

نعت کائنات سے
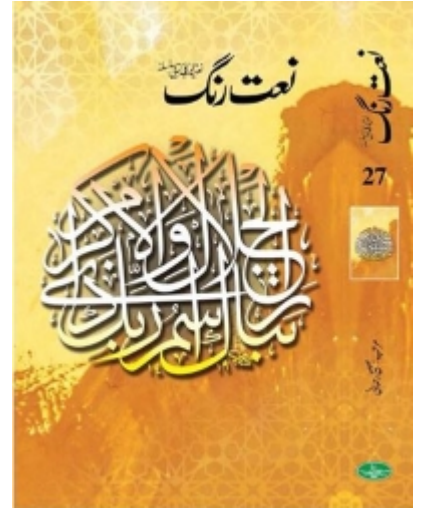
مضمون نگار: ڈاکٹر نعیم نبی ، بہاولپور

مطبوعہ: نعت رنگ ۔ شمارہ نمبر 27

ABSTRACT

Bahawalpur, the former state of sub-Continent Indo-Pak has a very rich literary and religious back ground. It has produced many celebrated poets, writers, critics, historians, religious scholars etc. Khurshid Nazir is one of them. He is a poet, writer, critic, research scholor, historian, annotator, literary journalist and a social worker. This is an introductory article about him depicting his wonderful work in the field of literature especially in the field of .religious poetry

خورشید ناظر کی نعتیہ خدمات

ادبی مراکز سے دور واقع شہروں میں تخلیق ہونے والے ادب کو ہمیشہ سے نظرانداز کیے جانے کا صدمہ جھیلنا پڑا ہے۔یہ بین الاقوامی طرزِ عمل رہا ہے کہ مضافات سے تعلق رکھنے والے ان شعراء و ادباء کو چھوڑ کر جن کا ادبی مراکز سے کسی طرح کا کوئی رابطہ قائم ہو گیا ،باقی سب شعراء و ادباء کو نظرانداز ہی کیا گیا۔یہ سلسلہ اس وقت بھی جاری تھا جب نشر و اشاعت کے ذرائع محدود تھے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے جب دنیا کو ایک گلوبل ویلج کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں مضافات میں تخلیق ہونے والا عمدہ ادب ہمیشہ سے سسک سسک کر گمنامی کی موت مرتا رہا ہے۔

کافی دیر کی بات ہے کہ ایک بار نامور دانش ور جناب مشفق خواجہ کے یہاں ان کی رہائش گاہ واقع پاپوش نگر،کراچی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ صاحب مرحوم کے یہاں آنے جانے والے اہلِ علم میری اس بات کی تصدیق فرمائیں گے کہ ان کے اس کمرے جو کتابوں سے بھرا پڑا تھا کے جنوب مغربی کونے میں کتابوں کی ایک بہت بڑی چوبی الماری موجود تھی۔قدیم شعراء پر تحقیق کے سلسلے میں جب بات چلی تو خواجہ صاحب مرحوم نے اس المار

ی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں قدیم شعراء کے مخطوطوں کی شکل میں سینکڑوں دواوین موجود ہیں جن پر آج تک کام نہیں ہوسکا۔ میں خواجہ صاحب کے چہرے پر ابھرنے والے کرب اور تاسف کا بخوبی اندازہ کر سکتا تھا اور عین اس وقت اپنے علاقے جنوبی پنجاب کی ایک قدیم ریاست بہاول پور کے کچھ ایسے مغموم و مایوس چہرے میری چشمِ تصور میں تیرنے لگے جن کی تحریریں ادبی اور دینی لحاظ سے ادبی مراکز میں ہونے والے کام سے بہتر لحاظ عمدہ ہیں۔ یہ میں عہدِ عتیق کی بات نہیں کر رہا ،یہ آج ہی کی باتیں ہیں جب دنیا کو فخر سے گلوبل ویلج کا نام دیا جا رہا ہے۔میری خواہش ہے کہ میں یہاں کے کچھ اعلیٰ تخلیق کاروں کی تخلیقات کا تعارفی انداز میں جائزہ لوں اور پھر اہلِ علم اور اہلِ اختیار کی رائے جاننے کے لیے ان سے پوچھوں کہ ان موتیوں کو گمنامی کی اندھی اور کالی مٹی میں دفن کرنے سے ہم اپنا،ادب اور مذہبی ادب کا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں ۔

بہاول پور کے تمام ادبی حلقے اس بات سے واقف ہیں کہ بہاول پور شہر سے تعلق رکھنے والے ایک گوشہ نشین شاعر نے کم و بیش گیارہ سو اشعار پر مشتمل ایک حمد یہ مجموعہ مکمل کیا ہے جس کا نام انہوں نے ''وللہ الحمد'' رکھا ہے۔ اس حمد یہ مجموعہ کی خاص بات یہ ہے کہ یہ پورے ادب میں سب سے بڑا غیر منقوط مجموعہ ہے ۔ یہ مجموعہ دو طویل نظموں جن میں سے پہلی حمد یہ نظم ''مرا اللہ ،مرا ہادی ، مرا مولا'' (حمدِ مسلسل)سات سو چھیاسی اشعار پر مشتمل ہے جسے مثنوی کی ہیئت میں مکمل کیا گیا ہے اور غالباً یہ سب سے طویل حمد یہ نظم بھی ہے ۔دوسری حمد یہ نظم چھ چھ مصرعوں پر مشتمل پندرہ بندوں سے مکمل کی گئی ہے اور جس کا نام ''مرا والی ،مرا اللہ'' ہے ۔ ان دو نظموں کے علاوہ غزل کی ہیئت میں کہی گئیں اکتالیس محامد اس مجموعہ میں شامل ہیں(۱)کوئی اگر حقیقت پسندانہ انداز میں صرف اسی ایک غیر منقوط حمد یہ مجموعہ کے مقام کا تعین کرنا چاہے تو بڑے بڑے نام اس مجموعہ کے شاعر سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ جب ایک غیر منقوط شعر کہتے ہوئے دانتوں کو پسینہ آنے لگتا ہے تو دنیا سے بے نیاز اس گوشہ نشین شاعر کو اس کے اس فنکارانہ منفرد اظہار پر ہم کیا مقام دیں گے ۔

خورشید ناظر کی مطبوعہ تخلیقات کا جائزہ لینے سے پہلے میں یہ بتاتا چلوں کہ وہ گزشتہ پچپن سال سے شعر و ادب سے وابستہ ہیں اور پوری دیانت داری سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں ۔وہ بہاول پور جیسے شہر سے ''حروف'' کے نام سے ایک ادبی جریدہ شائع کرتے رہے ہیں جس کے چار ضخیم شمارے شائع ہو سکے جنھیں حوالے کی حیثیت حاصل ہے ۔انہوں نے متنوع موضوعات پر ''بالواسطہ'' کے عنوان سے درجنوں کالم لکھے جنھیں پذیرائی ملی ۔وہ مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے رہے اور ایک مشترکہ شعری مجموعہ میں بھی انھیں شامل کیا گیا جو ''کرنیں'' کے نام سے منظرِ عام پر آیا۔ انہوں نے پانچ درسی کتب لکھیں۔ریڈیو پاکستان بہاول پور کے لیے ان کی خدمات کو اس طرح سراہا گیا کہ ان کی تصویر کو ریڈیو پاکستان کی گیلری میں نمایاں طور پر آویزاں کیا گیا ۔مقامِ شکر ہے کہ دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں ان کی شخصیت اور فن پر ایم فل کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھا گیا ہے علاوہ ازیں ان کے سفرنامۂ حج ''ہر قدم روشنی''اور منظوم سیرتِ پاکV ''بلغ العلیٰ بکمالہ''پر بھی ایم فل کے مقالات میں تحقیقی کام ہو چکا ہے ۔

خورشید ناظرنے علاقے کے لیے قابلِ قدر سماجی ،سیاسی اور علمی خدمات سرانجام دی ہیں لیکن میں اپنی اس تحریر کو ان کی دینی اور ادبی خدمات تک ہی محدود رکھوں گا اور نہایت اختصار کے ساتھ ان خدمات کا اس طرح جائزہ لوں گا کہ ان حوالوں سے ان کا مناسب حد تک تعارف ہو جائے ۔

خورشید ناظر کی اس وقت تک مذکورہ حوالوں سے سات کتب شائع ہو کر قارئین سے داد وصول کر رہی ہیں ۔دینی حوالے سے اب تک پانچ کتب شائع ہوئی ہیں۔

۱۔ ہر قدم روشنی: یہ سفر نامۂ حج ہے جو ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا ۔اس سفر نامہ کو اہلِ علم نے بہترین سفر نامہ کا درجہ دیا ہے ۔اسے دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں ایم فل کے تحقیقی مقالے میں شامل کیا گیا ہے ۔یہ سفر نامہ دس ابواب پر مشتمل ہے ۔ عنوانات کے لیے موزوں مصرعے کہے گئے ہیں۔ یہ سفر نامہ ایک منفرد تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے۔''ہر قدم روشنی'' میں تاریخی واقعات ،حوالہ جات اور مصنف کی شاندار تحقیق نے اس سفر نامہ کا مقام بہت بلند کر دیا ہے ۔

(۲)ہر قدم روشنی کے بیک ٹائٹل پر پروفیسر ڈاکٹر نذر خلیق نے اپنے تاثرات کے آخری حصے میں لکھا ہے: " خورشید ناظر جتنے کامیاب شاعر ہیں، اتنے ہی کامیاب سفر نامہ نگار بھی ثابت ہوئے ہیں۔ان کا سفر نامہ " ہر قدم روشنی" جہاں جذبوں کا حسین مرقع ہے وہاں فن کی بلندیوں کو بھی چھو رہا ہے۔

(۳)۲۔ بلغ العلیٰ بکمالہ: یہ کتاب حضرت محمد کی منظوم سیرتِ پاک ہے۔یہ کتاب منفرد انداز میں تکمیل کو پہنچی ہے۔ ساڑھے سات ہزار(۷۵۰۰)سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے جسے بحرِ ہزج مثمن سالم میں مکمل کیا گیا ہے۔ کتاب چھپن(۵۶) ابواب اور پانچ سو(۵۰۰) سے زیادہ ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔خاص بات یہ ہے کہ ابواب کے نام اور ذیلی عنوانات مصرعوں پر مشتمل ہیں اور ہر مصرع تا ہے،تی ہے،تے ہیں وغیرہ پر ختم ہوتا ہے مثلاً:

جہالت کے سمندر میں عرب تہذیب پلتی ہے

جہاں میں سرورِ کون و مکاں تشریف لاتے ہیں

سراپا آپ کا قرطاس کی زینت بڑھاتا ہے

عام طور پر ہم تاریخِ اسلام خصوصاً آپ کے دورِ حیات سے متعلق اکثر اہم کرداروں کے اصل ناموں سے واقف نہیں کیوں کہ اہلِ عرب اصل نام کی بجائے کنیت کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا اصل نام حضرت خالد بن زید ہے، حضرت ابوطالب کا نام عبدِ مناف بن عبد المطلب شیبہ ہے اور حضرت ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے۔خورشید ناظر نے عرق ریزی سے یہ مشکل کام کر ڈالا ہے جو کسی اور سیرتِ پاک کی کتاب میں قاری کو نظر نہیں آتا۔خورشید ناظر شاعری کا ایک منفرد انداز رکھتے ہیں لیکن سیرتِ پاک کے سلسلے میں شعر کہتے ہوئے ان کا اسلوب سیرتِ پاک کے تقاضوں کے عین مطابق تبدیل ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں نامور سکالر پروفیسر عبد الجبار شاکر لکھتے ہیں۔

" خورشید ناظر نے اس منظومہء سیرت کے لیے عروضی سطح پر بحرِہزج (مفاعیلن) کا انتخاب کیا ہے جس نے اشعار کی روانی، شگفتگی، برجستگی اور نغمگی میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ ساڑھے سات ہزار کے اس بیانیہ میں از اول تا آخر ایک عجیب کیف و مستی کا ساں چھایا ہوا ہے۔ مضامین ابرِ رحمت بن کر اس پر برسے ہیں اور صنائع بدائع نے اپنے سارے جواہر اس پر نچھاور کیے ہیں۔"

(۴)سیرتِ پاک کے اولین باب " جہالت کے زمانے کے عجب حالات ملتے ہیں " سے پانچ اشعارزمیں کالی، فضا کالی، ہواؤں کا چلن کالا صداقت سرنگوں ہے، بول ہے اب جھوٹ کا بالامحبت زخم خوردہ ہے، یہاں نفرت پہ جوبن ہے خزاں کے ہاتھ میں انساں کے مستقبل کا گلشن ہے کسی کے خون سے لمحوں میں ہو جاتا ہے دامن تر نہیں پرواکسی کو کچھ اگر اجڑے کسی کا گھر یہاں عزت کی قیمت ایک کوڑی سے بھی کمتر ہے کوئی قانون ہے نہ ہی کسی کا خوف یا ڈر ہے کوئی کمزور ہے تو اس کاجینا موت سے ابتر بڑا ہے جس کو حاصل ہے بدی میں فوقیت سب پر (۵) جنگِ بدر میں لشکرِ اسلام اور کفار کے مابین لڑائی کے منظرکے سلسلے میں چند اشعار فلک حیران، دشمن تھا پریشاں دیکھ کر حملہ صفیں الٹی گئیں اس کی، ہوا جب تیز تر حملہ زرّہ پہنے رسول اللہ بڑھے آگے تو پھر کیا تھا صحابہؓ قتل کر دیتے، عدو جو بھی نظر آتا نبیؐ جب سب سے فرماتے، رکومت،اب بڑھو آگے ہزیمت اہلِ مکہ کی ہے قسمت، یہ ابھی بھاگے تو اس سے جنگ میں کچھ اور بھی تیزی نظر آتی مسلمانوں کی جب تلوار اٹھتی، خوں سے تر آتی عجب اموات کا عالم مسلط، اب تھا دشمن پر تھیں کٹتی گردنیں، معلوم نہ ہوتا، کٹیں کیوں کر
(۶)اور فتحِ مکہ کے یہ اشعار تھے راکب آپؐ قصویٰ پر، صحابہؓ کو چلے لے کر حرم کی سمت آگے بڑھ رہے تھے ایسے رستے پر کہ جس پر آپؐ کا آنا نہیں تھا خطرے سے خالی کیا تھا آپؐ کو کفار نے جس پر کبھی زخمی کوئی بھی اور ہوتا آج کے دن تو وہ یوں کرتا وہ اپنے دشمنوں کو راستے پر سرنگوں کرتا مگر آقائے عالمؐ کا نگوں تھا سر، زباں پر تھا خدا کا شکر اور نامِ خدائے برتر و بالا (۷)منظوم سیرتِ پاک کی انفرادیت یہ بھی ہے کہ حوالہ جات کہیں بحران کا شکار نہیں ہوئے۔زبان سادہ اور رواں دواں ہے جس میں عمدہ شاعری کے تمام عناصر موجود ہیں۔

بلغ العلےٰ بکمالہ سیرتِ پاک کی ایک ایسی کتاب ہے جو از اول تا آخر اپنے قاری کو بہر انداز بے حد متاثر کرتی ہے جسے پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ قاری عہدِ نبوی میں آگیا ہے ۔ ۳۔ منظوم شرح اسماء الحسنیٰ: یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے ایک سو چون(۱۵۴) اسمائے پاک کی منظوم شرح پر مشتمل ہے ۔اُردو یا کسی بھی زبان میں اس نوعیت کی منظوم شرح اب تک منظرِعام پر نہیں آسکی ۔ یہ کتاب دو ہزار ایک سو(۲۱۰۰) سے زیادہ اشعار سے مکمل کی گئی ہے ۔زبان سادہ اور رواں دواں ہے ۔اس کتاب کو قرآن، حدیث اور دیگر مستندحوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے ۔

(۸)اپنی نوعیت کی اس اوّلین کتاب کے سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی لکھتے ہیں ۔

" دو ہزار سے زائد اشعار کی حامل منظوم شرح اپنی نوعیت کی غالباً واحد تالیف ہے جس کا تعارفی شعر دعائیہ یا ابتدائیہ (Preamble) کے طور پر ہر باب کا مطلع بن جاتا ہے ۔

مرے اللہ! ترے اسما بڑے ہی رحمتوں والے

کرے جو ذکر ان کا ، اس کے ہر اک غم کو تو ٹالے

منظوم کینوس پر تقدس اور ادبیت کا ایک حسین امتزاج ہر ایک شعر میں موجزن دکھائی دیتا ہے ۔"(۹)اللہ تعالیٰ کے پاک نام علیم کی شرح میں کہے ہوئے چند اشعار دیکھیے۔

ترا یہ نام مشتق علم سے ہے ، علم والا تو

علیم و عالمِ یکتا ہے تو ، برتر ہے ، بالا تو

علیم ایسا ، سبھی سینوں کی باتیں علم میں تیرے (۱۰)

نہیں مخفی کوئی چھوٹے سے چھوٹا بھی عمل تجھ سے (۱۱)

تو وسعت دینے والا ، علم پورا رکھنے والا ہے (۱۲)

ترے ہی علم میں مخلوق کا اک ایک لمحہ ہے

زمین و آسماں کے راز سارے جانتا ہے تو

عطا قرآن فرمایا ، بکھیری علم کی خوشبو

زمیں اجسامِ مردہ میں کمی کر دیتی ہے جیسے

تو رکھتا ہے زمیں کے اس عمل کو علم میں اپنے (۱۳)

۴۔ حسنت جمیع خصالہ: یہ کتاب آقائے نامدار حضرت محمد کے ایک سو پانچ(۱۰۵) اسمائے پاک کی منظوم شرح پر مشتمل ہے ۔ اردو یا کسی بھی زبان میں اس طرح کی منظوم شرح اب تک منظرِ عام پر نہیں آسکی ۔آپ کے ہر اسمِ پاک کی وضاحت کے بعد قرآنِ پاک اور احادیث میں سے اس نامِ نامی کے حوالے شامل کیے گئے ہیں ۔ اس کے بعد آپ کے زیرِ شرح اسمِ گرامی کے سلسلے میں عالمی دانش وروں خصوصاً غیر مسلم دانش وروں کے خیالات کو نظم کیا گیا ہے اور آخرمیں اس اسمِ پا

ک کے فیوض و برکات کو شعر کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔یہ کتاب تین ہزار تین سوتینتیس(۳۳۳۳)اشعار پر مشتمل ہے۔مکمل حوالہ جات موجود ہیں۔ زبان رواں دواں اور شعری محاسن کی حامل ہے۔(۱۴)

اپنے ایک مضمون بعنوان "حسنت جمیع خصالہ" میں شاعر، محقق اور ناقد رحیم طلب لکھتے ہیں۔

"خورشید ناظر نے تاریخ دانوں، فلاسفروں میں والٹئر، شیلے، ڈرے کارڈ، لالہ رگھوناتھ سہائے، جارج برنارڈ شا (اور دیگر کئی) کے تاریخی حوالوں کے علاوہ قرآنِ پاک، احادیث، توراث، زبور، انجیل، تسبیحات سلیمان، صحابہ کرام اور تابعین کی روایات سے استفادہ کیا ہے۔"(۱۵)

نبی اکرمؐ کے ایک پاک نام سیدنا محمود کی شرح میں کہے ہوئے چند اشعار دیکھیے۔

باعثِ تخلیقِ عالم آپؐ کی ذاتِ عظیم

خلق اعلیٰ آپؐ کا، کہتا ہے خود ربِ کریم

آپؐ کو بخشا گیا ہے ہر طرح اعلیٰ مقام

نام ہے محمود جس کا، محترم، ذی احتشام

آپؐ ہیں محمود، اس باعث لوا الحمد کی

آپؐ کو اللہ نے بخشی مکمل روشنی

آپؐ کی تعریف آقاؐ سورتِ کوثر میں ہے

خوبیوں کا اک سمندر آپؐ کے پیکر میں ہے

ان اشعار میں فتوحاتِ مکیہ کے علاوہ سورت الکوثر کی آیت نمبر ا کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۵۔ وللہ الحمد: یہ کتاب بھی ایک ادبی شاہکار ہے جس کا حوالہ قدرے تفصیل کے ساتھ مضمون کی ابتدا میں آچکا ہے۔غیر منقوطہ شاعری پر مشتمل یہ کتاب تاریخِ ادب میں خورشید ناظر کے ایک ایسے ادبی کارنامے کے طور پر یاد رکھی جائے گی جسے کسی بھی طرح نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔یہ کتاب بھی اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر لکھتے ہیں:

"جہاں بڑے بڑے شعراء ایک غیر منقوط شعر کہتے ہوئے ہانپ جاتے ہیں وہاں خورشید ناظر نے گیارہ سو کے لگ بھگ غیر منقوط اشعار سے اپنی کتاب کو مزین و موقر کیا ہے۔ یہ تاریخ ادب کا انوکھا واقعہ ہے۔ آج تک تاریخِ ادب اس طرح کی کتاب سے تہی دامن تھی اور بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ اپنی نوعیت کی ضخیم ترین اور عظیم ترین کتاب ہے۔" (۱۶)

اس کتاب میں شامل غزل کی ہئیت میں کہی گئی ایک حمد دیکھیے۔

وہ کل ادوار کا مالک، کمال اطوار کا مالک

وہی سرکارِ کل عالم، ہر اک سرکار کا مالک

ور ا ، طائر، ملکہ ا س کے ، ہما لہ او ر روا ا س کے

وہی اعمال کا مالک ، وہی کردار کا مالک

اسی کا اسم ہے اللہ ، وہی مولا ، وہی اعلیٰ

وہی روحو ں کا مالک ہے ، وہی اسرار کا مالک

گلِ احمر اسی کا ہے ، گل سوری اسی کا ہے

ہر اک سو ہے مہک اس کی ، وہی مہکار کا مالک

دوام اس اک کو ہے حاصل، وہ دائم ہے، وہ راحم ہے

رہ و راہی کا وہ مالک، مدارِ کار کا مالک

حمد و نعت کی مذ کو رہ با لا ضخیم اور منفر د کتب کے علا و ہ خو ر شید نا ظر کی بہت سی نعو ت اور محا مد مختلف اخبا را ت و ر سا ئل میں شا ئع ہو چکی ہیں اور نعوت اور محا مد کا ا یک قا بلِ قد ر ذ خیر ہ غیر مطبو عہ صور ت میں مو جو د ہے جس کی ا شا عت کا و ہ ا را د ہ ر کھتے ہیں۔

خو ر شید نا ظر نے مذ کو ر ہ با لا کتا بو ں کے علا و ہ سر ا ئیکی ز با ن کے عا لمی شہر ت یا فتہ شا عر خو ا جہ غلا م فر یدؒ کے کلا م کے حو ا لے سے دو منفر د تنقید ی کتب تحر یر کی ہیں۔

ا۔کلا مِ فر ید اور مغر ب کے تنقید ی رو یے(تنقید): نا قد ین ، قا ر ئین اور علما ئے ا د ب نے ا س کتاب کو تنقید کی نہا یت اعلیٰ اور جدا گا نہ ا ند ا ز کی کتا ب قر ا ر دیا ہے ۔ا س کتا ب میں دس ا ہم مغربی ناقدین کے شعر کے سلسلے میں قا ئم کیے ہو ئے ا علیٰ معیا ر کے آ ئینے میں فر ید کی کا فیو ں کاجا ئز ہ لیا گیا ہے۔ مغر بی نا قد ین میں سے ہو مر،افلا طو ن ، ا ر سطو ،لا نجا ئنس ، دا نتے ، فلپ سڈ نی ،بن جا نسن،جان ڈ را ئیڈ ن ،ورڈ ز و رتھ اور کو لر ج کوشا ملِ کتا ب کیا گیا ہے۔اس کتا ب پر خو ر شید نا ظر کو دی ا سلا میہ یونیور سٹی بہا و ل پو رکی طر ف سے صد سا لہ خو ا جہ فر ید ا یو رڈ دیا جا چکا ہے۔

اس کتا ب کے با ر ے میں پر و فیسر سید سعید ا حمد نے کتا ب کے بیک ٹا ئٹل پر ا پنی را ئے کا ا ظہا ر کر تے ہو ئے لکھا ہے ۔

’’ حکیم سنا ئی اور رو می کی طر ح خو ا جہ غلا م فر یدؒ مکتبِ عشق کے نما ئند ہ اور بڑے شا عر ہیں۔

دستوں پیر مغاں دے

پیتم عشق دا جام

بڑی شاعری کا ئنا ت کی طر ح ہو تی ہے جس میں در یا فتِ معا نی کا سلسلہ جا ر ی رہتا ہے ۔چنا نچہ خو ر شید نا ظر نے بھی خو ر شیدِ عا لم (خو ا جہ صا حب کا تا ر یخی نا م) کی شاعری کو نقد کے بڑ ے تنا ظر میں د یکھنے کی کا میا ب کو شش کی ہے جو آ نے والو ں کے لیے مشعلِ را ہ کا کا م د ے گی ۔‘‘(۱۷)

۲۔خواجہ فرید کی قا فیوں میں قوا فی کا فنی جا ئز ہ: ا س کتا ب کے با ر ے میں نا قد ین کی را ئے ہے کہ یہ کتا ب خو ر شید ناظر ہی لکھ سکتے تھے۔ ا س کتا ب میں مکمل فنی حو ا لو ں کے سا تھ کا م کیا گیا ہے جس کی مثال کسی بھی ز با ن کے تنقید ی ا د ب میں نہیں ملتی۔پر و فیسر ڈا کٹر طا ہر تو نسو ی نے ا س منفر د کتا ب کا جا ئز ہ لیتے ہو ئے ’’پہلا صفحہ‘‘ کے نا م سے لکھی ہو ئی ا پنی تحر یر میں ا یک جگہ لکھا ہے ۔

"خو ر شید نا ظر نے اس غلط تا ثر کو مٹا نے کے لیے ا پنی ا س قا بل قد ر کتا ب میں خو ا جہ فریدؒ کی کا فیو ں میں قوا فی کا فنی جا ئز ہ پیش کیا ہے اور فنِ عر و ض کے حو ا لے سے اس با ت کوغلط ثا بت کیا ہے ۔ کتا ب کا مطا لعہ ا س با ت کی مکمل گو ا ہی د یتا ہے اور ا نھو ں نے کمالِ فن سے جو بحثیں کی ہیں و ہ مز ید مبا حث کے در وا کر تی ہیں۔"(۱۸)

خورشید ناظر پر اس وقت تک درجنوں مضامین لکھے جاچکے ہیں جو مختلف کتب،جرا ئد اور اخبارات میں شا ئع ہو چکے ہیں۔ان مضا مین اور ا پنے تا ثر ا ت لکھنے وا لو ں میں مند ر جہ ذ یل نا مو راہلِ قلم کے نام خا ص طو ر پر قا بل ذ کر ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر خو ا جہ محمد ز کر یا ،پر و فیسر عبد ا لجبا ر شا کر(مر حو م) ، سید تابش ا لو ر ی ،پر و فیسر ڈا کٹر طاہر تونسو ی، پر و فیسر ڈا کٹر شفیق ا حمد،پر و فیسر ڈا کٹر سید محمد عا ر ف،سید محمد نسیم جعفر ی، پر و فیسر محمد لطیف، پرو فیسرڈا کٹر عقیلہ شا ہین،پر و فیسر ڈا کٹر ا نو ر صا بر، مجیب ا لر حمن خا ن،پر و فیسر ڈا کٹر شا ہدحسن ر ضوی، پروفیسر ڈا کٹر زوا ر حسین شا ہ،حکیم میر ظفر ز یدی مرحو م،پر و فیسرڈا کٹر محمد طا ہر ،پر و فیسرڈا کٹر آ فتا ب احمد گیلا نی،پروفیسرقدرت اللہ شہزاد ، زاہد علی خان،عمر فاروق خان، رحیم طلب، پروفیسر محمد عابد، پروفیسرعصمت اللہ شا ہ اور پر و فیسرڈا کٹر نعیم نبی ۔

علا وہ ازیں دی ا سلا میہ یو نیو ر سٹی بہا و ل پو ر میں ان کے ا عزا ز میں وا ئس چا نسلر صا حب کی ز یر صد ا ر ت تقر یبِ پذ یر ا ئی منعقد کی جا چکی ہے جس میں بہت سے نا مو ر لو گو ں نے ا ن کے فن اور شخصیت پر ا ظہا رِ خیا ل کر تے ہو ئے ا نہیں خر ا جِ تحسین پیش کیالیکن سچ یہ ہے کہ خو ر شید نا ظر کی خد ما ت کسی بھی ا د بی شخصیت سے کئی لحا ظ سے اعلیٰ اور قا بل قد ر ہیں لیکن ا ن کی گو شہ نشینی اورخلا فِ پند ا ر طرزِ عمل سے مکمل پر ہیز کے سبب ان کی شہر ت ہنوزمحد و د ہے۔ نا مور محقق پر و فیسر ڈا کٹر شفیق ا حمد نے لکھا ہے کہ خو ر شید نا ظر بہا و ل پو ر کے سب سے بڑے شا عر ہیں(۱۹)اوربین الا قو ا می شہر ت کے حا مل نا قد اور محقق پر و فیسر ڈا کٹر خو ا جہ محمد ز کر یا کے بقو ل:

"خو ر شید نا ظر ا گر لا ہو ر یا کر ا چی جیسے شہر کے متو طن ہو تے تو ا ن کی شہر ت ا د ب سے لگاؤ رکھنے وا لے ہر کہ و مہ تک پہنچ چکی ہو تی ۔ا دبی مر ا کز سے دو ر ا فتا د ہ بہا و ل پو ر میں سکو نت ر کھنے اور گو شہ نشینی ا ختیا ر کر نے کی و جہ سے ا ن کی نظم و نثر ا پنے ا ر د گر د کے علاقے سے نکل کر دور تک نہیں پہنچی لیکن تا بہ کے ۔

نگا ہیں کا ملو ں پر پڑ ہی جا تی ہیں ز ما نے میں

کہیں چھپتا ہے ا کبر پھو ل ،پتوں میں نہاں ہو کر

خورشید نا ظر روشِ عا م پر گا مز ن ہو نے سے ا حترا ز کر تے ہیں۔وہ شعرائے ما ضی و حا ل کی تقلید کر نے کی بجا ئے ا پنا را ستہ خو د بنا تے ہیں۔

راہِ خود را ا ز مژہ کا و یدہ ا ی" (۲۰)

حوا لہ جات

۱۔ و للہ ا لحمد ، خو ر شید نا ظر، ا ردو مجلس، بہا و ل پو ر ر ۲۰۱۷ء

۲۔ ہر قد م رو شنی ،خو ر شید نا طر، میا ں محمد بخش پبلشر ز، محلہ ر حیم آ با د، خا ن پو ر ، ضلع رحیم یا ر خا ن ۲۰۰۳ء

۳۔ بیک ٹا ئٹل،تا ثر ا ت ا ز پر و فیسر ڈا کٹر نذ ر خلیق ،ہر قد م رو شنی،خو ر شید نا طر، میا ں محمد بخش پبلشر ز، محلہ ر حیم آ با د، خا ن پو ر ، ضلع رحیم یا ر خا ن ۲۰۰۳ء

۴۔ " حر فِ ا و ل " ا ز پر و فیسر عبد ا لجبا ر شا کر ، مشمو لہ بلغ العلے بکما لہ۔ خو ر شید نا ظر، نشر یا ت ، لا ہو ر ۲۰۰۸ء،صفحہ ۶۲

۵۔ ”جہالت کے زمانے کے عجب حالات ملتے ہیں “مشمولہ بلغ العلےٰ بکمالہ، خورشید ناظر، نشریات ، لاہور ،۲۰۰۸ء،صفحہ۷۵

۶۔ ” دعا کے بعد نقشہ جنگ کا یکسر بدلتا ہے“بلغ العلےٰ بکمالہ، خورشید ناظر، نشریات ، لاہور ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۵۹

۷۔ ” محمدؐ اپنے لشکر کو لیے مکہ میں آتے ہیں“ بلغ العلےٰ بکمالہ، خورشید ناظر، نشریات ، لاہور ۲۰۰۸ء صفحہ۴۴۸

۸۔ شرح اسماء الحسنیٰ،خورشید ناظر ، اردو مجلس ، بہاولپور ۲۰۱۳ء

۹۔ ” خورشید ناظر کی“ شرح اسماء الحسنیٰ“ از ڈاکٹر شاہد حسن رضوی ،سہ ماہی الزبیر ، بہاولپور ،شمارہ نمبر۲۰۱۳،۲،۱ء،صفحہ ۱۶۰

۱۰۔ ۳/آلِ عمران :۱۱۹

۱۱۔ ۱۶/النحل :۲۸

۱۲۔ ۲/البقرہ :۱۱۵

۱۳۔ ۵۰/ق :۴

۱۴۔ حسنت جمیع خصالہ،خورشید ناظر ،اردو مجلس ، بہاولپور ۲۰۱۶ء

۱۵۔ مضمون بعنوان حسنت جمیع خصالہ از رحیم طلب مشمولہ روزنامہ جنگ ملتان ۱۴ جون ۲۰۱۶ ء صفحہ ۱۳

۱۶۔ ”وللہ الحمد کا ظہور،تاریخِ ادب کا انوکھا واقعہ“ از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر ،وللہ الحمد، خورشید ناظر، اردو مجلس،بہاولپور ر ۲۰۱۷ء صفحہ ۳۰۴

۱۷۔ بیک ٹائٹل ،تاثرات از پروفیسر سید سعید احمد، کلامِ فرید اور مغرب کے تنقیدی رویے، خورشید ناظر ،اُردو اکیڈمی ،بہاولپور ۱۹۹۶ء

۱۸۔ ” پہلا صفحہ “ از پروفیسر ڈاکٹرطاہر تونسوی خواجہ فرید کی کافیوں میں قوافی کا فنی جائزہ،خورشید ناظر،سرائیکی ادبی بورڈ ، ملتان ۲۰۰۷ء صفحہ ۱۵

۱۹۔ ”ایک اور سنگِ میل “ از پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد مشمولہ وللہ الحمد، خورشید ناظر، اردو مجلس، بہاولپور ۲۰۱۷ء،صفحہ۲۶

۲۰۔ ایں سعادت ۔۔۔از پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا مشمولہ وللہ الحمد، خورشید ناظر، اردو مجلس، بہاولپور ۲۰۱۷ء ،صفحہ ۱۴

-
  -
    -